السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک خاتون اپنے گھر کے کام میں مصروف تھی کہ اس کے شوہر نے اس کی طرف ایک پرچی پھینکی اور باہر چلا گیا، عورت نے خیال کیا کہ کوئی حساب کی پرچی ہے اسے دوسرے دن پتہ چلا کہ اس پر تین مرتبہ طلاق کا لفظ تحریر تھا۔ محلے کی کسی عورت نے بتایا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی ہے کیونکہ تم نے اسے نہ پڑھا نہ ہی سنا اور نہ اسے ہاتھ لگایا، ایک مولوی صاحب تشریف لائے تو شوہر نے اس کے روبرو اقرار کیا کہ اس نے طلاق دے دی تھی جس پر وہ خاتون اپنا گھر چھوڑ کر میکے چلی گئی، اس پر تقریباً دو سال گزر چکے ہیں۔ عورت، مرد او بچے سب پریشان ہیں۔ مرد مسلسل اس کوشش میں ہے کہ خاتون واپس آجائے، کتاب و سنت کی روشنی میں اس الجھن کو حل کریں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

طلاق کا لغوی معنی ''بندھن کھول دینا'' ہے اور شرعی طور پر نکاح کی گرہ کھول دینے کو طلاق کہا جاتا ہے۔ ہر مکلف و خود مختار شخص جب اپنی بیوی کو اس کے بُرے اخلاق یا کسی اور وجہ سے ناپسند کرتا ہو تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ طلاق کے لئے صرف یہی شرط ہے کہ خاوند عاقل وبالغ ہو اور اپنے عزم وارادہ سے صراحت کے ساتھ اس لفظ کو استعمال کرے۔ اس کے نافذ ہونے کے لئے بیوی کے علم میں لانا ضروری نہیں ہے، اگر آدمی دو گواہوں کی موجودگی میں اس کا اقرار کرے تو طلاق ہوجاتی ہے یا تحریر کر کے اپنے دستخط کردے تب بھی طلاق ہوجائے گی۔ بیوی تک اس کا پہنچانا یا اس کا وصول کرنا نہ کرنا اس کے نفاذ کے لئے شرط نہیں ہے، چنانچہ ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق لکھ دی کہ میری طرف سے تجھے طلاق ہے تو فوراً طلاق واقع ہوجائے گی بیوی کو یہ تحریر پہنچے یا نہ پہنچے۔'' [مغنی، ص:۵۰۵، ج۱۰'

اس لئے اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق لکھی اور اسے روانہ نہ کیا یا حوالہ ڈاک کردیا کہیں راستہ میں گم ہوگئی یا بیوی کے پاس پہنچی لیکن اس نے وصولی سے انکار کردیا وصول کرنے کے بعد پھاڑ دیا یا اس کے والدین میں سے کسی نے کہہ دیا کہ ہم اسے نہیں مانتے۔ ان تمام صورتوں میں طلاق ہوجائے گی۔ اگر طلاق دینے کی نیت سے طلاق نویس کے پاس گیا اس نے طلاق نامہ لکھ دیا اور طلاق دہندہ نے نیچے اپنے دستخط ثبت کردیے۔ لیکن ارسال کرنے کی بجائے فوراً اسے پھاڑ دیا تو بھی طلاق واقع ہوجائے گی، تاہم اس کا پھاڑنا رجوع شمار ہوگا۔ بہر حال طلاق دینا خاوند کا حق ہے۔ اگر وہ کسی بھی صورت میں اسے استعمال کرتا ہے تو ہم اپنی طرف سے اس پر ناروا پابندیاں لگانے کے مجاز نہیں ہیں، چنانچہ عرب شیوخ لکھتے ہیں:

''طلاق دینے کے لئے کوئی شرط نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کے سامنے طلاق کے الفاظ کہے اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ بیوی کو اس کا علم ہو۔ جب کبھی آدمی نے طلاق کے الفاظ بولے یا طلاق دی تو طلاق صحیح ہوگی، اگرچہ اس کا بیوی کو علم نہ ہی ہو۔''

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے لمبے عرصے تک غائب رہا اور اسے طلاق دے دی جس کا علم صرف اسے ہی ہے اور اگر وہ اپنی بیوی کو نہ بتائے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ تو شیخ نے جواب دیا طلاق واقع ہوجائے گی، اگرچہ وہ اپنی بیوی کو اس کا نہ بھی بتائے، اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو اس سے اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی، خواہ بیوی کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اس بنا پر فرض کریں اگر عورت کو طلاق کا علم تین حیض گزر جانے کے بعد ہو تو اس کی عدت پوری ہوچکی ہوگی حالانکہ اسے اس کا علم ہی نہیں تھا اس طرح اگر کوئی آدمی فوت ہوجائے اور اس کی بیوی کو خاوند کی وفات کا علم عدت گزرنے کے بعد ہو تو اس پر کوئی عدت نہیں، اس لئے عدت کی مدت تو پہلے گزر چکی ہے۔ [فتاویٰ، نکاح وطلاق:۴۲۸]

صورت مسئولہ میں کسی عورت کا یہ مشورہ دینا غلط ہے کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی کیونکہ تم نے اسے پڑھا نہ سنا اور نہ ہی اسے ہاتھ لگایا۔ ایسے مشوروں کو ''دین خواتین'' ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، پھر خاوند نے اس کا اقرار بھی کرلیا ہے اور اس پر دو سال کا عرصہ بھی گزر چکا ہے اب مرد، عورت اور بچوں کی پریشانی دور کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ خاوند تجدید نکاح کے ساتھ رجوع کرے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی ہوتی ہیں، اس لئے اگر یہ پہلا یا دوسرا واقعہ ہے تو خاوند کو رجوع کا حق ہے لیکن عدت گزر چکی ہے، اب انہیں نئے حق مہر کے ساتھ نکاح کرنا ہوگا۔ [واللہ اعلم]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:310